83360 ـ خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے والدین اور رشتہ داروں کو ملنے جانا

سوال

خاوند نے بیوی کو زدوکوب کیا تو وہ اپنے کچھ بچوں کو لے کر کرایہ کے مکان میں چلی گئی اور ڈیڑھ برس سے وہ کرایہ کے مکان میں رہ رہی ہے اور خاوند کو کرایہ پر مکان لینے کا علم بھی تھا بیوی کے اس عمل کا شرعی حکم کیا ہے ؟
بیوی اگر اپنے کسی رشتہ دار یا والدین کو ملنے جائے یا پھر ان کی تقریبات میں شرکت کے لیے اکیلی جائے تو کیا حکم ہوگا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر بیوی خاوند کی اجازت سے کرایہ کے مکان میں رہ رہی تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اسی طرح اگر وہ نفسیاتی مرض کے شکار خاوند کی مار سے بچنے کے لیے ایك محفوظ گھر میں جا کر رہنے لگے تو بھی کوئی حرج نہیں.

لیکن اصل یہی ہے کہ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں جا سکتی، اور اگر بغیر اجازت گھر سے جاتی ہے تو وہ نافرمان اور بددماغ کہلائیگی، اور ایسا کرنے پر اسے گناہ بھی ہوگا، لیکن اس سے کئی حالات میں مجبوری کی بنا پر استثناء ہوگا، فقھاء کرام نے اس کی کئی ایك مثالیں بیان کی ہیں.

مثلا جب بیوی کوئی چیز پیسنے یا روٹی پکانے یا ضروری چیز خریدنے جس کے بغیر چارہ نہیں ہے، یا پھر گھر منہدم ہونے کے خدشہ کی بنا پر باہر چلی گئی تو کوئی حرج نہیں "

دیکھیں: اسنی المطالب مع حاشیتہ (3 / 239).

اور مطالب اولی النھی میں درج ہے:

" بیوی کا گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نکلنا حرام ہے، یا پھر کسی ضرورت کے باہر جانا، لیکن اگر کوئی کھانا وغیرہ لانے کے لیے نہ ہو تو وہ خود جا سکتی ہے " انتہی

دیکھیں: مطالب اولی النھی (5 / 271).

اس سے والدین اور رشتہ داروں کو ملنے اور مختلف قسم کی سماجی تقریبات میں شریك ہونے کے حکم کا بھی علم معلوم کیا جا سکتاہے، اس لیے بیوی کو اس کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر نہیں جانا چاہیے، چاہے بیوی اپنے خاوند کے ساتھ رہتی ہو یا ایك علیحدہ اور مستقل گھر میں رہ رہی ہو.

فقھاء کرام خاص کر والدین سے ملنے کے بارہ میں اختلاف رکھتے ہیں، کہ آیا خاوند کو اسے والدین سے ملنے کے لیے جانے سے روکنے کا حق حاصل ہے یا نہیں، اور اگر خاوند جانے سے روکے تو کیا بیوی کو اس میں بھی خاوند کی اطاعت کرنا ہو گی یا نہیں ؟

احناف اور مالکی حضرات کہتے ہیں کہ خاوند کو روکنے کا حق حاصل نہیں ہے.

لیکن شافعی اور حنابلہ کہتے ہیں کہ خاوند کو روکنے کا حق حاصل ہے، اور بیوی کو اس سلسلہ میں خاوند کی اطاعت کرنا ہوگی، اس لیے وہ والدین کو بھی خاوند کی اجازت کے بغیر ملنے نہیں جا سکتی، لیکن خاوند اسے والدین سے بات چیت اور ان کی زیارت سے نہیں روکنے کا حق حاصل نہیں، لیکن اگر بیوی کا اپنے والدین کو ملنے میں خاوند کو کوئی نقصان اور ضرر کا خدشہ ہو تو ضرر کو دور کرنے کی بنا پر روك سکتا ہے.

ان نجیم حنفی کہتے ہیں:

" مثلا گر عورت کا خاوند بوڑھا ہو اور وہ خدمت کا محتاج ہو اور خاوند اپنی بیوی کو والد کی دیکھ بھال کرنے سے منع کرے تو بیوی کو چاہیے کہ وہ اس میں خاوند کی بات نہ مانے، چاہے باپ کافر ہو یا مسلمان، فتح القدیر میں یہی ہے.

ہم نے جو بیان کیا ہے اس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ صحیح یہی ہے اور فتوی بھی اسی پر ہے کہ عورت کو اپنے والدین اور محرم رشتہ داروں کو ملنے کے لیے جانے کا حق ہے، عورت ہر جمعہ کے دن خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے والدین کو ملنے جائیگی، اور محرم رشتہ داروں کو سال میں ایك بار اور اجازت کے بغیر جائیگی " انتہی

دیکھیں: البحر الرائق (4 / 212).

اور التاج و الاکلیل علی متن خلیل مالکی فقہ کی کتاب میں درج ہے:

" العتبیۃ میں ہے: خاوند اپنی بیوی کو اس کے والدین یا بھائی کے گھر جانے سے نہیں روك سکتا، خاوند کے خلاف یہی فیصلہ کیا جائیگا، لیکن ابن حبیب اس کی مخالفت کرتے ہیں.

ابن رشد کہتے ہیں: یہ اختلاف تو اس نوجوان بیوی کے متعلق ہے جس سے امن ہو، لیکن زیادہ عمر کی عورت کے بارہ میں کوئی اختلاف نہیں، اس کے بارہ میں یہی فیصلہ کیا جائیگا کہ وہ اپنے والدین اور بھائی کو ملنے جائے، لیکن

نوجوان لڑكى جس سے خطرہ ہو اور غير مامونہ ہو اس كے ليے اجازت كے بغير جانا جائز نہيں كا فيصلہ ہوگا " انتہى

ديكھيں: التاج و الاكليل على متن خليل (5 / 549).

المتجالۃ: اس بوڑھى اور زائد عمر كى عورت كو كہتے ہيں جس كے بارہ ميں مردوں كى چاہت نہ رہے "

ديكھيں: الموسوعۃ الفقھيۃ (29 / 294).

شافعى فقھاء ميں سے ابن حجر المكى كہتے ہيں:

" اگر عورت والد سے ملنے ياحمام جانے كے ليے مجبور ہو تو وہ خاوند كى اجازت سے باپرد ہو كر پورى حشمت كے ساتھ باہر جائيگى، اور چلنے ميں بھى اپنى آنكھيں نيچى ركھےگى، دائيں بائيں نظريں نہيں دوڑائےگى، وگرنہ دوسرى صورت ميں وہ نافرمانى كہلائيگى " انتہى

ديكھيں: الزواجر عن اقتراف الكبائر (2 / 78).

اور شافى كتب " اسنى المطالب " ميں درج ہے:

" خاوند كے ليے بيوى كو والدين كى عيادت اور ان كے جنازہ ميں شريك ہونے سے روكنے كا حق حاصل ہے، ليكن اولى اور بہتر يہى ہے كہ مت روكے " انتہى

ديكھيں: اسنى المطالب (3 / 239).

امام احمد رحمہ اللہ سے درج ذيل سوال كيا گيا:

ايك عورت كى والدہ بيمار ہے اور خاوند تيمار دارى كے ليے نہيں جانے ديتا تو كيا كرے ؟

امام احمد رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" اس پر ماں سے زيادہ خاوند كى اطاعت زيادہ واجب ہے، ليكن اگر خاوند اجازت دے دو تو اور بات ہے " انتہى

ديكھيں: شرح منتھى الارادات (3 / 47).

اور حنابلہ كى كتاب " الانصاف " ميں درج ہے:

" خاوند سے علیحدہ ہونے کے مسئلہ میں عورت پر اپنے والدین کی اطاعت کرنا لازم نہیں، اور اسی طرح خاوند کو چھوڑ کر وہ انہیں بغیر اجازت ملنے بھی نہیں جا سکتی، بلکہ خاوند کی اطاعت کا زیادہ حق ہے.

دیکھیں: الانصاف (3 / 47).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء سے درج ذیل سوال کیا گیا:

خاوند کی اجازت کے بغیر بیوی کا والدین کو ملنے اور اجازت کے بغیر وہاں رات بسر کرنے کا حکم کیا ہے ؟

اور خاوند کی اطاعت پر اپنے والد کی اطاعت کو ترجیح دینا کیسا ہے ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

" بیوی کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر والدین یا کسی دوسرے کو ملنے جانا جائز نہیں، کیونکہ اس پر خاوند کا یہ حق ہے، لیکن اگر کوئی شرعی سبب اور جو اسے جانے پر مجبور کرتا ہو تو وہ بغیر اجازت جا سکتی ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (19 / 165).

والدین کو ملنے کے لیے خاوند کی اجازت سے شرط کی دلیل صحیحین میں واقعہ افك والی حدیث ہے، جس میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کي:

" کیا آپ مجھے اپنے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیتے ہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4141) صحیح مسلم حدیث نمبر (2770).

اور عراقی رحمہ اللہ " طرح التثریب " میں لکھتے ہیں:

" عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا یہ کہنا کہ: " کیا آپ مجھے اپنے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیتے ہیں " اس عبارت میں یہ بیان ہوا ہے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر والدین کے پاس نہ جائے، لیکن انسانی حاجت میں اجازت کی ضرورت نہیں، جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہے " انتہی

دیکھیں: طرح التثریب (8 / 58).

لیکن اس کے باوجود خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی کو اس کے والدین اور دوسرے محرم رشتہ داروں سے ملنے کی اجازت دے، اور اسے انہیں ملنے سے مت روکے، صرف اگر ملنے میں یقینی نقصان اور ضرر ہوتا ہو تو پھر روکا جا

سکتا ہے.

کیونکہ بیوی کو اس کے والدین اور محرم رشتہ داروں سے روکنے میں قطع تعلقی ہوتی ہے، اور ہو سکتا ہے اس کی باعث وہ اپنے خاوند کی مخالت کرنا شروع کر دے اور خاوند کی بات ہی نہ مانے.

اور اس لیے بھی کہ جب اسے اس کے والدین سے ملنے کی اجازت دی جائیگی اور وہ اپنے دوسرے محرم رشتہ داروں کو ملنے جا سکےگی تو اسے خوشی حاصل ہوگی، اور خیالات اچھے ہونگے، اور اس کی اولاد بھی خوش ہوگی، اور ان سب کا فائدہ خاوند اور خاندان کو ہی ہوگا.

اور سوال میں جو یہ بیان ہوا ہے کہ وہ اپنے کسی بچے یا بچی کے ساتھ جاتی ہے، یہاں ہم یہ تنبیہ کرنا چاہیں گے کہ جہاں محرم کی موجودگی کی ضرورت ہوگی وہاں صرف چھوٹے بچے یا بچی کی موجودگی کافی نہیں ہے، بلکہ شرعی مصلحت کو مدنظر رکھتے اور اسے پورا کرتے ہوئے محرم کا ہونا ضروری ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اہل علم نے بیان کیا ہے کہ محرم کے لیے بالغ اور عاقل ہونا شرط ہے، لہذا جب مرد پندرہ برس کا ہو جائے یا پھر اس کے زیرناف بال اگ آئیں، یا پھر احتلام وغیرہ کی حالت میں منی خارج ہو جائے تو وہ بالغ شمار ہوگا، اور جب وہ عقل و دانش رکھتا ہے تو اس کا محرم بننا صحیح ہوگا ... "

دیکھیں: فتاوی علماء بلد الحرام (1121).

ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی ہمارے اور سب مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے.

واللہ اعلم .